

Scan: <http://www.new.dli.ernet.in/>
PDF: <http://www.KetabFarsi.com>

واقعاتِ عالمگیری

هُوَ السُّلْطَانُ

واقعاتِ عالمگیری

مصنفہ

عاقل خان ازمی متوفی ۱۰۸۰ھ بمبئی

لسعی

احقر العباد محمد عبد اللہ چغتائی عفی عنہ

امید ہے کہ ناشر حضرات مولف کی محنت و کاوش کو مد نظر

رکھ کر جملہ حقوق اشاعت کو اس کے حق

میں محفوظ تصور فرمائیں

گے

مسبوعہ ایکسپریس پبلیشرز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور، پاکستان
پرنٹر: محمد اسلم پرنٹر

مقدمہ

واقعاتِ عالمگیری عالمگیر اعظم کے ابتدائی حالات کے متعلق ایک نہایت اہم تاریخی مسودہ ہے۔ بالخصوص تختِ سلطنت کے لیے کشمکش کی ایک بہت عمدہ اور نثرِ سرگذشت ہے۔ علامہ شبلی مرحوم کی کتابِ عالمگیری پر ایک سرسری نظر میں اس تاریخی مسودہ سے کافی استفادہ کیا گیا ہے۔ مختلف کتابوں میں واقعاتِ عالمگیری کے اتنے مختلف نام ملتے ہیں کہ انسان کوئی ایک نام متعین کرنے میں حیران رہ جاتا ہے۔ مثلاً

- ۱۔ واقعاتِ عالمگیری
- ۲۔ ظفر نامہ عالمگیری
- ۳۔ حالاتِ عالمگیری
- ۴۔ وقائعِ عالمگیری
- ۵۔ اقبال نامہ عالمگیری

۱۵۔ فہرستِ مخطوطات کیرج ۱۹۱۱ء + ظفر نامہ بادشاہِ عالمگیر مکتوبہ ۲۵ صفحہ ۱۱۹۶ء از محمد اکرم دہلوی
مضامین ڈاکٹر ریو کے تتبع میں سید خاں کی طرف منسوب کیا۔

۱۶۔ فہرستِ مخطوطات برٹش میوزیم ۱۹۲۳ء۔

۱۷۔ فہرستِ مخطوطات فارسی انڈیا آفس ۱۹۰۵ء۔

۱۸۔ فہرستِ کتب فارسی پبلک لبریری پنجاب کے نسخہ فیض کے اخیر میں یوں لکھا ہے: تمام شد اقبال نامہ حضرت

شہنشاہِ کرامگاہ معرفت نشاں ادنگ نیپ عالمگیری..... کرم الہی بتاریخ ۱۱۶۶ھ دیہاتی پبلسٹی

۶۔ اورنگ نامہ عالمگیری

میں نے علامہ شبلی مرحوم کے نتیجے میں ہی نہیں بلکہ اس کا اصل نام واقعات عالمگیری انتخاب کیا ہے۔ اس کتاب کا مصنف عاقل خان میر عسکری خانی رازی بیان کیا جاتا ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ عاقل رازی کا ذکر جہاں کہیں آیا ہے اس کے ضمن میں اس کی دوسری تصانیف کے نام تو ملتے ہیں مگر اس تصنیف کا کہیں ذکر نہیں تھا۔ صرف صاحب منتخب الیاب نے اپنی کتاب میں جنگ تخت نشینی کے تحت میں یوں لکھا ہے۔

۱۔ عاقل خان خانی در واقعات عالمگیری تالیف خود بہ شرح و بسط ذکر کردہ.....

بعض نے اس کتاب کو امیر خاں صوبیدار کابل کی طرف منسوب کر دیا ہے مثلاً ڈاکٹر ریو نے برٹش میوزیم کی فہرست مخطوطات فارسی میں واقعات عالمگیری کو پہلے امیر خاں نذکو کی تالیف بتایا ہے پھر جہاں عاقل رازی کی مشنوی تہر و ماہ اور اورنگ نامہ ذکر کیا ہے وہاں اس نے بھی عاقل رازی ہی کی تصنیف قرار دیتے ہوئے اپنے پہلے اندراج کی غلطی کا اقرار کیا ہے۔ حیدرآباد کے کتب خانہ آصفیہ میں واقعات عالمگیری کے دو تین نسخے ہیں جن میں سے ایک ۱۱۹۲ھ کا کتابت شدہ ہے۔ اسے امیر خاں صوبیدار کابل کی تصنیف بتایا گیا ہے۔ ایک نسخہ جس کا آخری حصہ ناقص ہے معبد الحجی کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ایک اور نسخہ آداب عالمگیری کے ساتھ جگہ

(بقیہ صفحہ بعد) اس نسخہ کو ہم بہت دیر تک محض نام کی وجہ سے دنیا بھر میں ایک ہی تصور کرتے رہے۔

۲۔ میر اپنا ذاتی نسخہ جس کے اخیر یوں لکھا ہے۔ "اورنگ نامہ مصنفہ میرزا عاقل۔"

۳۔ منتخب الیاب ص ۳۲ جلد دوم۔

۴۔ فہرست برٹش میوزیم ۱۹۳۷ء۔

۵۔ فہرست کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد ۱۹۶۲ء۔

پنجاب یونیورسٹی کے فہرست نگار نے بھی اپنے ہاں کے نسخہ کو امیر خاں مذکور کی طرف منسوب کیا ہے۔ بعض مؤلفین نے اپنی تالیفات میں جہاں عاقل خاں رازی کی منویات کا ذکر کیا ہے وہاں قاضی عالمگیری اور ظفر نامہ عالمگیری اس کی دو الگ الگ کتابیں قرار دی ہیں۔

عاقل خاں رازی کے حالات مختصراً یہ ہیں :-

نام میر عسکری قوم سپہنخواں خراسان سے تھا۔ اورنگ آباد میں پیدا ہوا شاعر تھا اور اپنے پیرو مرشد شیخ برہان الدین رازا الہی کی نسبت سے رازی تخلص کرتا تھا۔ عالمگیر کا خاص رفیق تھا جس نے اس کی حُسن کارکردگی سے خوش ہو کر اسے عاقل خاں کا خطاب دیا۔ ۱۶۹۱ء میں اسے دلی کا حکم مقرر کیا گیا تھا۔ عالمگیر کی ایک تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ عاقل خاں نے دہلی کی صوبہ داری کے زمانہ میں شاہی منصب کو ترک کر کے گوشہ نشینی کی درخواست پیش کر دی تھی چنانچہ تحریر مذکورہ ظہر ہے۔

”جواب عرضی عاقل خاں صوبہ دار دہلی کہ درباب ترک منصب نوشتہ صادر شدہ جھوٹی حدیث

۱۷۰۰ء سابق بد نظر دہشتہ ہر گاہ گوشہ خاطر خود را کہ معدن اللطف و مخزن عنایت است باں

فروری بڑے ہاشم کہ گم شدہ بازمیں اہند یافت باوجود این عنایت لطفیے اندازہ اگر ترک گوشہ

نشینی راضی اندالتما میں قدیم الخدمت قبول خواہم کرد و دوازہ ہزار روپیہ سالیانہ مقرر خواہد شد

اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ ترک منصب اور گوشہ نشینی کی درخواست صرف خدا پرستی

اور ذہانت و نبوی سواد پر بستگی کا نتیجہ تھی۔ عالمگیر کے دل پر عاقل کی خدمات کا بے حد اچھا اثر

تھا اور وہ عاقل سے اتنا خوش تھا کہ عنایت و لطف بے اندازہ کے باوجود اس کی خواہش ترک

۱۷ اورٹیل کالج میگزین۔ اگست ۱۹۲۶ء ص ۵۲

۱۸ معارف جہانگیر ۱۹۲۹ء مضمون نصیر الدین ہاشمی صاحب۔

۱۹ شہ جات عالمگیری ورق ۵۲ کتب خانہ آصفیہ ۱۲۵۰ء انشور۔

منصب کو رو نہیں کرتا اس پر ناراض نہیں ہوتا بلکہ اس کی سابقہ خدمات کا ذکر کرتا ہوا بارہ ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ دینے کا وعدہ کرتا ہے۔

عاقل خاں نے سن ۱۸۰۸ء میں علی میں وفات پائی اور وہیں اُسے دفن کیا گیا۔ نہایت مخیر اور کریم الصفات تھا یہ

اس کے علمی کارناموں میں اس کی مشنوبات ہیں مثلاً مشنوی مہر و ماہ جس کے متعدد نسخے ملتے ہیں مدت ہوئی یہ لکھنؤ میں چھپ بھی چکی ہے دوسری مشنوی شمع و پروانہ یا قصتہ پداوت ایک دیوان بھی ہے۔ عاقل خاں کا مندرجہ ذیل شعرا ایک مرتبہ عالمگیر کے سامنے پڑھا گیا تو اس کے اعادہ کی فرمائش کی اور پوچھا یہ کس کا شعر ہے۔

عشق چہ آساں نمود آہ چہ دشوار بود ہجر کہ دشوار بود یا چہ آساں گرفت
واقعات عالمگیری کے اہم مضامین یہ ہیں :-

۱۔ عالمگیر کی پیدائش۔

۲۔ شاہ جہان نے اپنی اولاد میں صدیوں کی حکومت جس طرح تقسیم کی اس کی تفصیل۔
۳۔ دکن پر حملے۔

۴۔ شاہ جہان کی بیماری

۵۔ دارالشکوہ کی حوص سے بھری ہوئی تنجاوین۔

۶۔ شاہ جہان اور عالمگیر کی خط و کتابت اور شاہ جہان کا قلعہ نشین ہونا۔

۷۔ شجاع اور عالمگیر کی جنگ۔

۱۵ معاشرۃ الامراء ص ۸۲۱ جلد دوم

۱۶ فہرست شاہان اودھ ص ۷۷-۷۸ اور مہر و ماہ کے نام سے سب سے پہلے مشنوی غالباً ترکی زبان میں لکھی گئی۔

۸۔ جمہیہ کے قریب داراشکوہ کی دوبارہ ہزیمت اور گرفتاری۔

۹۔ شہزادہ محمد سلطان کا بنگالہ پر حملہ۔

۱۰۔ شاہ جہان کی وفات اور اس کا جنازہ۔

اب ایک سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کتاب کے متعدد نام کیونکر تراشے گئے۔ میری ناچیز رائے یہ ہے کہ مصنفین و مؤلفین عام طور پر اپنی کتابوں کے مقدمات میں کتاب کے نام موضوع اور غرض و غایت تالیف بیان کر دیتے ہیں۔ لیکن عاقل کی زیر بحث تالیف میں کہیں اس کا نام واضح نہیں کیا گیا۔ اس بنا پر مختلف اشخاص نے اپنے خیال کے مطابق الگ الگ نام تراش لیا۔ ممکن ہے کہ شروع میں عاقل خان کا ارادہ ہو کہ عالمگیری کے مکمل حالات لکھ دیے جائیں لیکن بعد ازاں یہ ارادہ فسخ ہو گیا اور کتاب غیر مکمل ہونے کی وجہ سے بے نام رہ گئی۔ یا یہ ہے کہ عاقل خان نے اپنی جانب سے ایک غیر جانبدارانہ بیان جنگ تخت نشینی کے متعلق بطور یادگار کے قلمبند کیا اور حالات کے اعتبار سے اس بنا پر اپنا نام یادگیر ضروری مقدمات کی ضرورت نہیں سمجھی اور اسے محض اس کا معاصر خواتی خان مولف منتخب الیاب ہی جانتا تھا جس نے اپنی تالیف میں بیان کیا ہے۔ یہاں شائع کردہ متن اقتباست عالمگیری ذیل کے ظلمی نسخوں پر مبنی ہے جن کے لیے مختلف مندرجہ نشان وضع کیے گئے ہیں تاکہ نسخوں کے فوق مندرجہ حواشی کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

(ا) نسخہ ملوکہ پروفیسر سراج الدین آزاد گورنمنٹ کالج پسرور۔

(ب) نسخہ ملوکہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور، فن ۷۔

(ج) مولف کا ذاتی نسخہ۔

(د) نسخہ ملوکہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور

اول متن کو پنجاب پبلک لائبریری کے نسخہ اقبال نامہ عالمگیری سے نقل کیا گیا تھا جس کو

نظر ثانی کے بعد پنجاب یونیورسٹی اپنے ذاتی اور پروفیسر آڈر کے نسخوں سے مقابلہ کیا گیا۔ جب میں یورپ میں ۱۹۳۶ء میں تھا تو وہاں قریب قریب ہر کتب خانہ میں اس کے نسخے رکھے رکھے لیکن یہاں شائع کر وہ متن محض متذکرہ بالا نسخوں پر ہی مبنی کیا گیا ہے کیونکہ ایسی صورت میں کسی نتیجہ پر پہنچنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

میں نے ایک مضمون روزنامہ انقلاب مورخہ یکم جولائی ۱۹۶۷ء میں بعنوان عالمگیر اعظم کی سیرت کے صحیح نسخہ لکھا تھا جو دراصل میرے علمی دوست مولانا غلام رسول مہر صاحب میر انقلاب کی اعانت سے شائع ہوا تھا اس مضمون میں اس نسخہ کی اہمیت پر خاصی روشنی ڈالی گئی تھی۔ میر اس وقت بھی ارادہ تھا کہ مسئلہ تخت نشینی پر ضروری صحیح مسودات کی مدد سے لکھنا چاہیے۔ کیونکہ عام طور پر لکھنے والوں نے عالمانہ دیانت سے کام نہیں لیا۔ لہذا میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس اشاعت عالمگیری کو ہی شائع کر دیا جائے تاکہ اہل علم اور اہل بصیرت خود صحیح حالات کا مطالعہ کر لیں جو حقائق خالص کے ذاتی مشاہدات پر مبنی ہیں۔

میں اخیر میں اپنے علمی اجاب قبیلہ مولانا محمد عنایت اللہ صاحب رٹھی جنہوں نے اس کی کتابت کی اور ترتیب کتاب بہت حد تک انہی کی مرہون منت ہو رہی تھی اور نہ اشاعت میں غریبوں کو کوئی ہوتی مولوی محمد اسماعیل صاحب ٹونکی اور مولانا غلام رسول مہر صاحب کی علمی نوازشات کا ممنون ہوں۔ سب سے بڑھ کر پروفیسر سید اولاد حسین شاداں بلگرامی اور ٹیبل کالج لاہور نے خاص نوازش سے اس علم مسودہ کی طباعت سے پہلے از سر نو نظر ثانی فرمائی اور دوران طباعت میں پھر مقابلہ کر کے ممنون فرمایا۔ جو لوگ علمی کام کرتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ باوجود کما حقہ محنت کے بھی کس قدر سہو کے مرتکب ہوتے ہیں اس لیے اگر میں قبل ہی معذرت پیش کر دوں تو بے جا نہ ہوگا۔ وفاقوفیقی

الو ب اللہ

احقر عبد اللہ چغتائی

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اقبال نامہ عالمگیری

ابوالمنظر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی خلد سلطنت
ابدالسلطنت آن قطب سلطنت و جہانداری و مرکز و اثرہ عظمت و بختیاری ،
مقتدرائے خوائین جمشکوہ و قبلہ گاہ سلاطین معدلت پڑوہ برآزندہ بزیم کرامت
و کامرانی ، فرازندہ عالم جلالت و جہانبانی چرخ دوومان جاہ و جلال ، گلین یاض دولت
و اقبال خاقان صبح جبیں خورشید کلاہ اشہر یار سپہر عقبہ انجم سپاہ بادشاہیت
درویش نہاد ، جہانداریست متخلق باخلاق رب العباد . ذات مقدسش از لقا نفس
انسانی میرا باطن ہمایونش از ہوا جس نفسانی معتر . گوہر کرامتس بقصنائل و
وکمالات بشری موصوف ، و بہت والایش بانظام امور دین و سرا انجام اسباب
معا و مصروف . رموز عبادت مبارکش ہمہ ملکات قدسیہ ارباب زہد و اصحاب
ورع ، وسیر و سکون طبع اقدسش جملہ بر منہج عدل و موقف شیع . بکلم و حیا

۱۵ (د) عالمگیر ، ۱۵ (د) دوومان - (ب) خاندان + ۱۵ (د) رموز عبادت - (ب) احو

و تکمیل و وقار و چہار جہت سپنجی سرا یگانہ و طاق، و بعقل و دانش و عدل و فضل و بذل
 برگزیدہ نفس و آفاق۔ از فیض سحاب معدت شش کشت امانی و آمال طوائف اہم
 سرسبز و شاداب۔ از مواید مکرمتش اقامتی و ادانی روزگار بہرہ و رو کامیاب بتدبیر
 صائب و راستے ثاقب مدبر عالم و کار فرمائے جہاں۔ بجلالت گوہری و بالست
 ذاتی گستی کشا و گہاں ستاں و تیخ الماس گون آبدار شش چون ذوالفقار حمیدری
 منہاج کشور کشائی۔ نعل سیم سمنہ اقبالش بگردار ہلال زینت بخش سپہرینائی
 حلقہ متالبتش فلک فیروزہ قام بارز و ستم تمام درگوشش انداختہ، و غاشیہ
 چاکریش زمانہ بطوع بدوشش برداشتہ۔ و روزگار زمام تو سن ایام بقبضہ اقتدار
 چاکرانش سپردہ، و دہر پر خود را در سلک بندگان فرماں پذیرش شمرودہ۔ بی خانمہ
 تکلف در شیوہ بزم و رزم و عزم و جزم و تکمیل و تحمل مثل آن حضرت از دو دمان اکبری
 والا گوہرے بر تاقتر و بعقل و عدل و راستے و تدبیر و تیغ عالمگیر فلک خرد و وال
 نظیر شش نیافتہ، صیت صلابت صدقہری و آوازہ معدلت و رعیت پروری آن
 بہر سپہر سلطنت و سروری با کفایت عالم و اطراف جہاں رسیدہ و طغنتہ عدو
 بندی و کشور کشائی و غلغلہ عظمت و دارائی آن بانی مبانی خلافت و فرمانروائی از اثری تاثیر
 چپیدہ از علوم مکتبہ فیہ فسون متعارفہ تام النصیب و کمال النصاب و از مبد رفیت من
 بجمائد صوری و محاید معنوی بہرہ مند و کامیاب۔ خامد معنی نگار آن حضرت حرف نسج و تعلق
 ابرگری تمیس و تزئین نشاندہ و در پیش حسن طراوت ثلث و در پچانش ریاضین چمن

لہ (د) چہار جہت سپنجی سرا (ب) جہت سپنجی سرا + لہ (د) برگزیدہ + لہ (د) شاداب۔ (د) سیرا

لہ (د) انداختہ۔ (د) کشیدہ + لہ (د) تکلف (د) تکلیف +

را رونق آب و تاب نماند۔ و با وجود شغلِ خطیر سلطنت و سرانجامِ بہام و سمتِ آبادی و ستان
کتابتِ کتابِ آسمانی و تلاوتِ کلامِ ربانی بسببِ دوامِ لازمِ الاوقاتِ قدسی سمات و اردو
وظائفِ عباداتِ باندازہ طاقتِ انسانی و قوتِ بشری بجامی آرد، و بیشتر از ساعاتِ
لیالی بطاعتِ زندہ سے وارد، و بعضے از ایامِ صوم سے گزارد، و تھلیلِ طعام و تکثیرِ
ادراد و ادعیہ ماثورہ توجہ ذاتی سے گمارد، و ایامِ جانبانی و شغلِ خطیر شبانی حفظِ کلامِ
ربانی را پائس مراتبِ فرمودہ علی الدوام بعد از نماز با مداو و فرغ از وظائف و اُوراد
ستم دیدگان و مظلومان را در خلوتِ کدرہ خاص طلب فرمودہ ہے و سطرہ استفسار سے
فرماید و مرہم عدلت بر جرحت در ایشان سے تہد و رقعات اربابِ استغاثہ و مشکوئے
سعلی و حرم سرانے والا بطلانہ اقدس سے رسد، و آنحضرت بچہت احرازِ مشابہت
آخر وہی و تحصیلِ مرضیاتِ الہی و تکمیلِ مراتبِ نحلِ الہی و جہاں پناہی متحملِ رحمتِ تصدیق
و بارِ تعب گشتہ بدستِ خطِ مبارکِ خاص بہر رقمہ مطابقِ مدعا سے رافع جوابِ قلمی فرمودہ
انجامِ مطلبِ ہر یکے را بنا بر مناسب وقت و اقتضائے نسبت بر یکے ازار کان دولت
عظمیٰ و مقربانِ بساطِ اقدس و اعلیٰ حوالہ سے فرماید و بعد از صلوات پیشین نیز این نذرہ
را در حضورِ اشرفِ طلب دہشتہ نقذاتِ متوافرہ و توجہاتِ متکاثرہ مہذول می دارد، و
واقعاتِ مبارکِ شعبانہ و زمی بدین منط و بدین عنوان بمرضیاتِ ایند سجاں صرف سے
نماید۔ بے شائبہ تکلف و غافلہ اغراق تہذیبِ اخلاق و محامد اوصاف و محاسنِ اطوار
و اوضاعِ این بادشاہِ جہاں طالع از حوصلہ تقریر و بیان افزوں ست، و معنی نحلِ الہی

۱۷۵ (ج)۔ (د)۔ (ب) سے رسد + ۱۷۶ (ج)۔ (د) ہر یکے بنا بر

مناسب اقتضائے مناسب + ۱۷۷ (ج)۔ (د) ارکانِ دولت و موکلانِ عظمت و بساطِ اقدس اعلیٰ +

از ذاتِ کثیر البرکات منبع فیوضاتِ آلِ حضرتِ حسن ظہور یافتہ سالانِ بخشِ مآرب
خاص و سرانجام فرماتے مقاصدِ طوائفِ انام است

منظوم

بہش بزرگ و بہت بلند	ببازو دلیر و بدل ہوشمند
بدستِ کرم آبِ دریا برد	برفعتِ محل از ثریا برد
خدایا تو ایس شاہِ درویش دوست	ق کہ آسائشِ خلق در ظلِ اوست
بسے بر سرِ خلق پائندہ و اے	بموفقِ طاعت دلش زندہ دے
غم از گردش روزگارش مباد	وز اندیشہ بر دلِ غبارش مباد

حکایت در بیانِ ولادتِ اُس پسرِ عظمت

آفتابِ عالمآب ذاتِ قدسی صفاتِ لازم البرکات شہنشاہِ ملکی ملکاتِ تاریخ
شبِ نیکیشنبہ پانزدہم ذیقعدہ ۲۸ھ ہجری در مقامِ دو حد از مضافاتِ صوبہ گجرات
از مطہرِ ولادت با فراوانِ سعادت طالع گشتہ پر تو عزمِ کرامت بر ساحتِ وجود و
عرصہ شہود انداخت۔ و از انوارِ جمالِ جہاں آرائے قہائے مبارکش دولتِ خانیہ سلطنت
ابد مقبول چہل جلوت گاہ خورشیدِ منور شدہ روکشِ فردوس بریں و رشک فرمائے
سپہر بوقلموں گزید۔ مژدہ مسرت و شادمانی و نویدِ بہت و کامرانی و رباطِ بیط
زمین و ساحتِ وسیعِ زمان چھپیدہ جہاں رام ہونِ منت و عالمِ رامنونِ امنیت
ساخت۔ شہسوارِ عرصہ نکتہ طرازی و شہرِ یارِ کشور سخن پرداز می طالبِ کلیم و تاریخ

۱۔ واقعات کے سب نسخوں میں تقریباً "دہورہ" ہے مگر خانی خاں نے منتخب اللباب ص ۱۹۶ میں دو حد درج کیا ہے۔
جو آج بھی مشہور ہے۔ ۲۔ (۱) راز انوار۔ (ب) و انوار +

ولادت سراسر سعادت آن وارث اکلیل و اورنگ ہفت اقلیم این لائی ستلالی را
برشته نظم کشید،

منظوم

داوایزد ببادشاہ جهان	خلعت پہچو ہر عالم تاب
تاج صاحب قرآن ثانی یافت	گوہر و جہد زوگرفتمہ حساب
ہماش اورنگ زیب کردہ فلک	بخت این پایہ سپہر جناب
چوں بریں مژدہ آفتاب انداخت	افسر خویش بیہوا چو جناب
طبع دریافت سالی تارخیش	ز درقم آفتاب عالم تاب

وچوں آن نیز اورج جاو جلال و قانی طفولیت سنجیدہ و منازیل کودکی پیودہ
بفرخی و مبارکی قدم بر ساط تیر و بلوغت نہادد و آثار بزرگی از نامہیہ نور آگینش
تا فتن آغاز کرد و آیت دولت و اقبال و داب عادت سیرت و ہوش و فرات
و فرہنگ عزت و حمیت از صفحہ حال سعادت ہستمالش سمت ظہور حسن بروز
یافتہ اصاغرو اکابر و اقامی و ادانی روزگار سلطنت آن حضرت قال اقبال زندہ و
خوانین عظیم الشان از ان حضرت حسابے گرفتہ بشمار این کار و رافاوندہ و ہر کار عقل
و خرد نصیبے مے داشت رقوم دولت و نقوش جہان بینی از لوح جید مبارکش مطالعہ
نودہ مے دانست کہ روزگار آخر کار عنان بارگیر فرمانروائی و سررشتہ سلطنت و ادائی
بقصدہ باقتدار ملازمان آل جم قدر فریدوں فر تسلیم خواہد نمود، و مستاد انزل محبت

۱۰ (ب) اورنگ ہفت اقلیم - (ب) اورنگ زیب ہفت اقلیم + ۱۱ (ب) صاحب - (ب) نصرت + ۱۲ (ب) اورنگ
۱۳ (ب) مبارکی - (ب) زندگی + ۱۴ (ب) مطالعہ - (ب) مبارکش نودہ + ۱۵ (ب) کار - (ب) آخر عنان +

کار فرمائی کارخانہ دوران و فرمانروائی جنت آباد و ہندوستان بنام ہمایون آن زمیندار
تاج و تخت راج سکوں جا ہد کثرت۔

واز غائب قضایاے روزگار آنکہ روزی شہنشاہ جم مرتبت و خاقان سکتہ
منزلت صاحبقران ثانی درستی اختلافت اکیر آباد از غرقہ درشن جمال عالم آرائے
ہمایوں راجلوہ دادہ بجنک فیل اشارت فرمودند و اقبال کوہ شمال باہم در آویختہ خرطوم
بلند تعبان مانند باہم دیگر پیچیدند و از روسے قہر و خشم کلمہ بر کلمہ زوہ حرکات مغرب
و صد مات عجیب بظہور رسانیدند و از تصادم آن جبال متحرک زمین بجنبش در آمدہ نہیں
اذا زلزات الارض زلزالها پیدا گشت، و خرطوم بان دو بار سیاہ و سحاب مرکوم
باہم پیچیدہ فرق گنبد سیکل ہم دیگر کوفتند و صدائے جگر تاب تراز کوہ و نہیں جیتے
از صاعقہ رعد بر خاستہ ہمیں آن بود کہ بنائے کہنہ طارم گنبد نیلگون متخلل گردد و
پنداشتنی الوند بر البرز خوردہ و بسکہ کجک ہلالی شکل بر فرق شان فرود تہ خون بیرون
چکید، معاننہ برق در ابر سیاہ و شفق بر فلک نمودار گشتہ۔

قطعہ

زدند آنچنان کلمہ بر یک دگر کہ شیر از صد آتش بیازد جگر
و در ابر سیاہ باہم آمیختند جو باران ہمے خون خود نختند

و چند آنکہ از چرخ آتشی شعلہ و شرارہ و صوت و صدائے تند ظاہر شد۔ از دو
روسے ہوا کبود شد۔ اصلاً پروانہ کردہ، پچنان آن ہنگامہ محشر نمودن را بدندانہائے
سپید چون برق در ابر سیاہ گرم تر داشتند۔ از حرکت و حملہ آن دو کوہ سیاہ، ہجوم

مردمان و تنگاپوسے فیلبانان نیزہ دار و چرخ زنمان آتشس بارخبار تر میں متصاعد شد
 در ہوا تنق لبست، عشرت و غبار و تیر گے دغاں حجاب رویت گریدہ شہزادہ عالی
 تبار کہ بمقتضائے حدائت کسن مشغول تماشا سائے آل ہنگامہ ندرت اتما بودند از پیشگاہ
 خلافت و جہانداری رخصت یافتہ از بالا پیائے درشن خوا میدہ و بر باد پایان کوہ سپیکر
 بر آمدہ بان شیران بے باک و ولیران سہناک نزدیک تر شناختند، و سوارہ
 نظارگی تماشا سائے مصارعیت آل دو عفریت سیاہ مست گریدند۔ چوں بساط
 جدال آل جبال طے نمے شد پس از زمانے حضرت شہنشاہی نیز بدولت و
 اقبال بر بندہ اجلال بر آمدہ بگوشہ آل ہنگامہ قیام فرمودند بواسطہ ادب اشرف علی و آہام
 بسا ولان ہجوم مردم و غوغا و خروش خلق بر طرف شد۔ سکون و آرام پیدا آمد و میدان
 فراخ گشت۔ اتفاقاً آل دو کوہ منظر نیز از ہم جدا شدہ زمانے آرمیدند۔ اما ہنچان
 چہ کیں و خشم آگیں کہ از نگاہ شان خون سے چکید۔ محاذی و متقابل یکدیگر ایستادہ نظر
 بروئے ہمدگر دوخت نمودند۔ قضا را یکے ازاں دو حیوان بدست شورش آغاز کرد
 بر شہسوار عرصہ کشور کشائی یعنی حضرت جہاں پناہی کہ دراں ایام باصطلاح عرفت
 ہنوز حکم صغری و طفولیت بر اں حضرت جاری بود۔ و چندانکہ پیلبانان لصبطش
 کوشیدند سر خود سری از فرماں بیروں بردہ پر خشم و کیں کہ از چشمش زہر آب سے ریخت
 در رسید از ہما بیت آل دیو مہیب صفت مردم بر ہم خورد و از پیشین یک سوشند
 و حاکمے در میاں نماند۔ فیل بر رخ آل شاہ شیر صولت آمدہ بدستی آغاز کرد و اں

سلہ (۱) بر آمدہ + سلہ (۱) عرفت - (ب) عز + سلہ (۱) بود - (ب) فرمودند + سلہ (۱)

پیلبانان + سلہ در میاں + سلہ (۱) شیر +

حضرت با وجود خورد سالی از تهور ذاتی و شجاعت گوهری یک سر مواز جانز فتمه اصلاً
 اضطراب و اضطراب را بطبیع اقدس راه نداده بآن عفریت کوه تن در غایت استقلال
 و پردلی لبان رستم و بهمن رو برد شد از مشا هده این حال غریب غریبوا از نهان
 خلافت بکره افر رسید دوران عرصه هنگامه محشر و صبح نفع صدور مرتب گردید

منظوم

بچشم جهان دهر تاریک شد
 بخورشید آسمان ابر نزدیک شد
 بتکلیف مهت دلیری نمود
 بر سینه که تکلیف بر رویه بود

و آن خورشید آسمان تهور لبان بر پر قهر و شیر خشمگیس در خانه زین قائم گشته
 باشاره پاشنه تگاور اقبال را حاضر گردانیده آمد و پائے مبارک در خم رکاب افشرد
 بقوت بازو و نیروی دل آسپنجاں نیزه را بر پیشانی آن کوه منظر بی مستوں پیکر
 حواله فرمودند که سنان در فرخش چون برق در ابر غرق شد و در آن حین ازان حضرت
 جلاد تے بطهور رسید که در جنب آن کارنامه پڑ و لی رستم و اسفندیار افسانه گردید

مثنوی

یکے نیزه بر فرق شان یافتہ
 نظر از رگ غیر تش یافتہ
 ز قدرت چنان زد بر پیشانی
 کہ جست از قفا خش خرنایش
 ز بس نیزه در تکش شد نہاں
 سرش گشت فانوس شمع نہاں
 ازان رخنے کو نیزه شد در سرش
 بروں فت مستی کہ بد در سرش
 در آن کوه پیکر نہاں شد سنان
 دگر بار در رفت آہن بجاں

۱) نہ بود (ب) نمود + ۲) (ا) رخنے - (ب) رفتہ +

آں عفریتِ جبلِ شکوہ کہ بلائے سیاہ کنایتِ ازاں بود ازاں ضربِ قرخمِ خشمِ آلودہ و
 کینہ و درگشتہ از غامتِ قہرِ خون از چشمِ پر زہرِ شش فرو چکیدہ غضبناک و پُر
 جوش و بے باک و مدہوشِ حملہ آورد و ابرشِ فلکِ خرامِ آن خورشیدِ صفا
 را بخرطومِ تعبانی شکلِ چپیدہ زیر کرد و دندانِ کینِ در آن اشقرِ دیو زادِ بیفشر دو آنحضرت
 بدان عفریتِ کوہِ منظرِ بیانِ خورشیدِ جہاں تاب با ظلمتِ شبِ تار قرین گردید، و
 دندانِ ششِ بشخصِ مبارکِ لاحقِ گشت، و بانگِ خلائقِ دگر بارہ بطارمِ دوارِ چپیدہ جہانے
 از معائنہٴ این حال چون صورتِ دیبا و پیکرِ تمثالِ از غامتِ حیرتِ بے حس و حرکت
 ماند۔

مشنوی

فنا و اسپ شہزادہ در پیل بند	ز خرطومِ انداختِ پچاں کمنند
زیم آب شد زہرہ روزگار	چو شہزادہ بر آن فرس بد سوار
بر آمد خروش از زبان زمین	بفشر و بر اسپ دندان کین

آں شاہبازِ اورجِ بسالتِ در آن حینِ لبسانِ برقِ حسیتِ و چالاکِ از خانہٴ زیرِ حبستہ
 یزد میں خرامید بمتابہٴ شیرِ پیلِ انگن و پیلِ کوہِ شکنِ حملہ آورد۔ در آن وقتِ حفظِ الہی
 نگہبانِ ذاتِ مقدسِ گشت و قنایتِ حمایتِ ایزدویِ حاصلِ گردید۔ و فیلِ دیگر کہ حریفِ
 این بدستِ عربدہ گر بود بر یکبار و دوید چون نظرش بر دشمنِ قومیِ افنادِ ازاں حضرت
 روسے تافہٴ متوجہٴ غنیمتِ گردید و مستعدِ دفعِ فیلِ و حملہٴ او گشت۔ حضرت جہاں پناہی
 بر پیلِ لوندِ شمالِ مانندٴ خورشیدِ بر فلکِ آمدہ از زبانِ سلامتِ بدولتِ خانہٴ امنِ عاقبت
 مراجعت فرمودند۔ این واقعہٴ حیرت افرا روزِ بیست و ہفتم ذی قعدہ ۱۲۲۰ھ کہ پانزدہم

درجہ از عمر گرامی طے شدہ بود روسے نمود۔

واز جملہ مصائب آن شہنشاہِ جم قد فریدوں قر کہ عقل ازاں کرد و فراگشت حیرت
بدندانِ فکر سے گز و محار بہ بلج است کہ با عبد العزیز خاں دانی توں در نهم جادی الاول
اتفاق افتاد تفصیل این دستاں و کیفیت این ماجرا کے مذت اتما خامہ خالق نگار در
ضمن وقایع ایام دولت بادشاہِ گردوں عظمت حضرت صاحبقران ثانی در سلک تحریر کشیدہ
اند جلادت تہور و تدابیر و استقلال و تکیس و تحمل شدید ضرب و حرب آن حضرت نزد
ارباب عقل ہوش ازاں ماجرا کہ بے غا کہ تکلف از امور سطر فر روزگار است بر بہن بکشون
سے گردو۔

گفتار در تبیین صفت بعضی از سوانح و مقدمات تہورِ باری

مقاصد و طبع نیز اقبالِ جاں نپاہی از فضل حضرت باری

تعالیٰ عَزَّوَجَلَّ

برائے زریں و ضمیرِ صواب گزین ارباب عقل رسا و اصحابِ خرد والا مغنی و ستور
مانند کہ چوں آفتاب عنایتِ اقدسِ اعلیٰ و توجہِ ظاہر و باطن بادشاہِ نکتہ رس حضرت صاحبقران
ثانی بر راحتِ حال مہرِ پہرِ عظمتِ جلال محمد دارشکوہ باقصی اغایت تافت۔ آن جناب
را منصبِ والائے ولایتِ عہدِ بخشید و از میا من تو جہاتِ عالم آرائے بادشاہی

کلاه گوسشم عزت و اعتبارش با درج مهر و ماه و قبہ طارم انجم و تنگاہ رسیدہ آن خیاب بنا بر
 غرور و استکبار کہ مذموم ترین افعال نبی نوع است، خود را ارشاداً و استحقاقاً والی ولایت
 و رعیت بادیند و قلم و حضرت صاحبقران تصور بل تصدیق کردہ باستیصال نہال وجود و احوال
 کہ وارث و ہمیم ملک و ہمیم بودند، ہمت مقصود گردانیدہ علی الدوام سررشتہ این شمار و
 حساب این کار با خودی داشت و بظاہر و باطن در ایقاد ناری این کار نامبارک توجہ
 تمام می گماشت آن حضرت و دیگر شہزادہ عالی تبار برین معنی مغبطن و مفرس گشتہ
 بہ فکر حفظ نفس و پاس ناموس و ضبط سررشتہ کار خویش در افتادند و انداز سبب و گزند
 آن چنان خصم قومی کہ بزیاد شوکت و مکت و کثرت اعوان و انصار اختصاص داشت
 ایمن نبودہ جہا ممکن بجز است خودی کوشیدند و پنهانی بہ تہیہ سبب دفع شرش
 ہمت مصروف داشتہ از ضبط سررشتہ ہمین و بسیار کار و شوار اصلاً زہول و غفلت
 جائز نمی داشتند، و حضرت صاحبقران از راہ عاقبت اندیشی و دور بینی و سلامتی
 و درناہ فرزندان کامگار مطہر نظر فیض اثر داشتہ برائے ہر یک از آن در درج سلطنت
 و جہان بنانی و درازی سپہر عظمت و کامرانی ممالکت معین ساختہ شرح شبستان خلافت و
 جہانداری شاہ شجاع را بحکومت بنگالہ امتیاز بخشید و مملکت وسیع دکن بگماشتہ
 سرکار فیض آثار خورشید فلک دولت و دارانی کوکب بخت سلطنت و فرمانروائی حضرت
 جہاں پناہی متعلق گردانیدند، و همچنین انجم سپہر شہریاری سلطان مرا بخش را با یالمت
 ملک گجرات مفتخر و میاہی ساخت و بقیہ ملک محروسہ کہ دراز منہ ما ضیہ مستقر مکت
 و اقتدار چندین سلاطین نامدار بود بولی عہد منظور النظر عنایت و ملحوظ عین رعایت ^{بود}

از زانی داشت و در سن هزار و شصت که رایات حضرت صاحب قرآن ثانی زینت بخش و
 رونق افزای بلده و لکشائے کابل بود۔ بندگان حضرت جهان پناہی و شاہ شجاع از
 پیشگاه اورنگ شاہنشاہی بخصت ولایت متعلقہ خودہ اختصاص یافتہ الوبہ توجہ برداں
 صوبہ برافراشتند و پس از طے منازل و قطع مراحل چون طلال اقبال بر مستقر الخلافت
 اکبر آباد مہبوط گردانیدند تا شش روز در اں شہر و اں اقروز توقف کردند۔ فیما بین طرح محبت
 و صفا انداختند و سر روز حضرت جهان پناہی در منزل شاہ شجاع و ہمچنین شاہ شجاع سر روز در
 دولت خانہ والا بسر برودہ بہ تمہید بساط عیش و نشاط و ترتیب مسرت و انبساط پر خدمت
 و مرایائے توہ و ولارا بمصقلہ یک جہتی و یک ذی روشنی و صفا بخشیدہ بچہت مزید
 استحکام بنائے محبت و اتحاد و تشدید مبانی خلعت و واد با وجود گمانگی معنوی پیوند
 صوری را در میان آرد وہ صبیحہ شاہ شجاع بسہی سر و جوبار سلطنت و جہانگیری سلطان محمد محمد
 سرافات خسروی را بسطان زین العابدین خلف الصدق شاہ شجاع نامزد ساختند
 انکہ خلوتکدہ صدق و صفا بسان طلعت آئینہ مصفا داشتہ از کدورت ظاہر و باطنی و آئینہ
 راز و دل پیروں انداختند و بعنوان مشاورت سررشتہ سخن فرود کردند و بچہت تمشیت
 ہم خویش و مال کار راے زدہ با ہم گفتند کہ برادر بزرگ بسان گرگ تشہ و خون اخوان است
 و با آنکہ ظل ظلیل حضرت صاحب قرآن بر فرقہ بیابان مہبوط است از کید و گزندش ایمن
 نیستیم معاذ اللہ ازاں روز کہ روزگار غمان بارگاہ سلطنت و زمام دولت بہ قبضہ اقتدارش
 کف خستہ بارش و ہدیگر توقع امن و آسائیس و عافیت از ماروے سے تا بد و صلاح دست
 شادمانی مہفتوہ۔ ولذات زندگانی نابود گردد و با او در مقام مقاومت پافشردن و گوے مقصود
 از میان بردن محض محال۔ دریں صورت شائستہ عالم صلحت و پسندیدہ جهان عقل و

کیاست آنست که ما هر سه بر اور طریقہ انقیاد اتحاد و اتفاق را پذیرا گشتیم بیا من موافقت و
برکات معاہدت ہم و گرا آتش شہر اور منطفی سازیم و سورہ مکننت و قدرتش بشکیم درین
باب عہد و پیمان را بایمان موکر گردانیدہ بنائے موافقت و معاہدت را بقسم و سوگند استحکام
بخشیدہ آنحضرت لولے توجہ بہ مستقر دولت خود و رفع ساخت و شاہ شجاع روسے توجہ
بہ جانب بنگالہ نہاد۔ و حضرت جہاں پناہی سایہ رامت نظر آیت بر ساحت ولایت دکن
مبسوط گردانیدہ متوطنان آن دیار را از حرارت آفتاب حوادث روزگار بظہل ظلیل معدلت جاں
بخشیدہ و ہمت عالم آرا سے بگرد آوری سبب ملکیت و سر انجام جہاں دولت معروف
گردانید و چون چپک بر آمدہ از اتفاقات روزگار و گردشیں لیل و نہار میر جملہ کہ بدر بردار علیہ
دولت قطب الملک بود۔ بتقریب از آقائے خود رنجیدہ بلکہ رسیدہ بجناب جہاں پناہی
التجا آورد۔ آنحضرت کیفیت رنجیدن و رسیدن او از قطب الملک و ملتجی شدن بجناب دولت
ابد مقرون شاہی بدرگاہ سلاطین پناہ عرضداشت نمود و از پیشگاہ عنایت حضرت صاحبقران
حکم جہاں مطاع عالم مطیع شرف تقاضا یافت کہ آن سرگردان صحرائے آسیمہ سری و ہیجان را
بمترزل دولت رہمنوں گشتہ ہر کیفیت کہ سیر آید از دست معاندان بدوست تخت قطب الملک
وارثانیدہ مشمول و ستمال عنایت پادشاہی ساختہ روانہ درگاہ خلائی پناہ سازند۔ آنحضرت
کہ معدن عقل و مخزن دانش است پس از ورود منشور لازم الاتباع فرمان
جہاں مطاع نشان واجب الاذعان بنام قطب الملک صادر فرمودہ۔

مضمون نشان آنکہ

چل کلین روضہ سلطنت و جہان داری قرۃ باصرہ خلافت و شہر یاری سلطان محمد عالم

لہ (لا) مصداقت + لہ (ل) جانب + لہ (ل) و + لہ (ل) دولت +

ملکیت بنگالہ شدہ سے خواہد کہ ازراہ اوڈیسہ خود را بخدمت عم بزرگوار شاہ شجاع رسانند۔
 مناسب آن است کہ آن سلاطین دروہان عز و غلام را رسم اعانت و مرافقت کما فی بعضی بظہور
 رسانیدہ اند سرحد ملک تاربی خود سالما بگذرانند و آن سادہ غافل از پیرکاری با وزیر بنگہا سے
 روزگار حمل بر حقیقت این مقدمہ کردہ انگشت قبول بر ویدہ نہاد و امتثال امر از واجبات
 شمرده بہ تہیہ اسباب ضیافت و ہمانداری و سر انجام مواد معاومت و ہمراہی توجہ اتم صرف
 گردانیدہ شاہزادہ نامدارانہ پیشگاہ دولت و اقبال در غایت سامان حرب و نیر و مصالح کار
 و اسباب پیکار در خص گشتہ کوچ بکوچ متوجہ شد از و نیال آن نورس نہال دولت
 و اقبال حضرت جہاں پناہی نیز رایت توجہ و لوای نہضت برافراشت۔ چون شاہزادہ
 قطع منازل فرمودہ و ماہیچہ نظر اتمائش از افق قریب بلدہ بھاگ نگر کہ مستقر دولت قطب
 الملک بود طلوع نمود۔ او بر صورت عال قوت یافتہ و بمنز مدعا پے برودہ چشم عظمت از
 خواب تکبت باز کردہ جسم فتنہ را کہ از سالہا سے دراز رہستہ راحت و ناز غنورہ بود بار ویدہ
 بسماہ چال سنج و مضطرب و رافاد و شجرہ بے خودی و بیہوشی اوفی الفور بار تکبت و ادبار
 آوردہ ہو لکے از بھاگ نگر قبعلہ جید را بادشتانفت و پارہ از جواہر و دیگر از نفاس و اسباب
 ہر دیار با نذازہ مساعدت وقت برداشتہ افعال و خیزاں خود را بہ نامن انداخت و سکنہ
 حرمیم حرمش کہ ز بس نازکی قدم بر ویدہ نگرس و فرق نارون نمے نہادند بواسطہ ضیق فرست
 و عدم مجال متوجہ سواری نشدہ مضطرب و مضطرب بر ہنہ پا و سر از بھاگ نگر قبعلہ مذکور شتافتند
 شاہزادہ غیر وزمند در کمال عظمت و استقلال بہ بھاگ نگر مدآمدہ رایت اقتدار برافراشت
 و اکثر کارخانجات و میوات قطب الملک عرصہ نہیب غارت ساخت و کتب نفیسہ
 و چینی آلات و دیگر اشیا و اجناس افزون از اندازه شمار و قیاس بسر کار سلطنت رسیدہ

و از عقب بندگان جہاں پناہی بدولت را قبالت شریف آوردہ طغتنہ عظمت و اجلال
 آنحضرت در زمین و زمان بچید بسیار سے از آلات و اسباب غریبہ کا از مخالفت
 نادرہ روزگار بود از اموال قطب الملک بسرکار عالم مدار ضبط شد۔ اما کثرت اسباب و
 افزونی ذخائر اشیا و سامان ساز مواد کمیت و ثروت آن دولت مند بمرتبہ بود کہ با وجود
 تبارج و تفرقہ کہ چند گاہ کارخانہ اش عرضہ نہیب و غارت بود بعد از کوچ فرمودن
 همچنان خانہا و مخزنہا مالا مال گذاشتند اصلاً محسوس نمی شد کہ دست کسی بر آن خزان
 و ذخائر رسیده باشد یا تنقصی راہ یافته و حال آنکہ ازین جهت در سرکار سلطنت سامان
 ثروت و سرانجام کمیت پدید آمد و سرمایہ معتد بہ بدست اولیائے دولت ابد مقرون افتاد
 میر جملہ ہمین توجہ عالم آرا سے از ان گرداب محن بلا نجات یافته از حرارت آفتاب طواری
 حد ثنائی بظلم غنایت و سایہ حمایت خدیو زمان جہا یافتہ بشریت بساط بوس و الافانز گشتہ
 پیشکشہائے لائق گذرانید۔ و قطب الملک صبیہ خود را کہ پرودہ ہمد دولت و تاز بود
 بسہی سر و بوستان کرامت و اجلال سلطان محمد نامزد گردانیدہ بوسیلت این و صیلت
 از خدمت قہر جہاں بانی امین گردید و انگاہ طہیل مراجعت زودہ بجانب مستقر جاہ اجلال منار
 پیما شدہ میر جملہ از خدمت آفتاب تہو ز دریا مہ غنایتی قطب الملک خشک لب و تفسیدہ
 زبان سرا بگاہ یاس نو میدی بود بہنہیل مفقود رسیدہ حیات تازہ یافت۔ و ملازم
 رکاب ظفر انتساب گشتہ با وزنگ آباد آمد۔ آنحضرت اورا پنہاں در سلک ہواخوانان
 دولت ابد نبیاں در آوردہ عہد و پیمان سوگد یا غلاظ ایماں بستہ انگاہ در غایت اعزاز و اکرام
 رواند و گاہ جہاں پناہ ساختہ او در وار الخلاقہ شاہ جہاں آباد بامداد طالع سازگار و بخت